علی گڑھ یونیورسٹی میں شاہ جی کا سحرِ خطابت

شان الحق حقی مرحوم

شان الحق حقی مرحوم، اردو لغت اور ادب کی نام ور شخصیت ہیں۔ انھوں نے اپنے ایک مضمون ''کوئے آشنا'' میں قیامِ علی گڑھ کی یادنگاری کرتے ہوئے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے یونین ہال میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے ایک سحر انگیز خطاب کی روداد لکھی ہے۔ ان کے بقول انھیں کئی بار شاہ جی کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا۔ اُن کی ہر تقریر خطابت کا شاہکار ہوتی لیکن علی گڑھ کی تقریر اپنی مثال آپ تھی۔ ذیل کا اقتباس ڈاکٹر صفوان محمد چوہان کے شکریے کے ساتھ قارئین کی نذر ہے۔ (ادارہ)

......خیر، تقریر کے فن کا کوئی جادوگر تھا تو یادش بخیر و نامَش بسلامت سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ اُن کی تقریر کیا تھی ایک رنگا رنگ تماشا تھی جس میں وعظ بھی شامل تھا، بحث و استدلال بھی، اداکاری بھی، قصہ گوئی و لطیفہ طرازی بھی، اشعار بھی، لحن بھی، پیار بھی، پھٹکار بھی۔ اردو، پنجابی، ہندی، فارسی، عربی، سب کچھ۔ اور اندازِ گفتار میں ایسی گرفت کہ تقریر عشا کے بعد شروع ہوتی تو فجر کی آذان تک بھی چلتی مگر کوئی کھڑا ہو یا بیٹھا، کیا مجال جو مجمع میں سے سرک جائے۔ واضح رہے کہ اِن جلسوں میں مائکروفون کا پتہ نہ تھا مگر میرے کانوں میں آج بھی اُن کی آواز اِسی طرح گونج رہی ہے جیسے ایمپلی فائر میں سے نکلی ہو۔ کبھی شیر کی طرح گرجتے کبھی پھوار کی طرح برستے۔ علی گڑھ کے یونین ہال میں اُن سے فرمائش کی گئی کہ قادیانیوں کے خلاف کچھ نہ کہیے گا۔ کوئی دو گھنٹے بولے۔ احمدیوں کا واقعی نام نہیں لیا۔ لیکن چھینٹے اُن پر بھی اُڑاتے رہے اور تان بھی اِسی مضمون پر توڑی۔ کسی حکایت کا ایک آخری ٹکڑا تھا کہ ماں نے تو آخری لڈو اپنے چہیتے لال کو دے دیا تھا۔ بعد میں جو کوئی مانگتا ہوا پہنچا تو اُس نے دامن جھٹک دیا کہ میرے پاس اب لڈو کہاں؟ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ. بس اسی آیت پر تقریر ختم ہوگئی۔ ممکن ہے بات بے تکی معلوم ہو۔ لیکن یہی تو تقریر کا جادو ہے کہ مجمع پھڑک اٹھا۔ اِس سے بڑھ کر کمال یہ کیا کہ جھوٹ کی مذمت میں تقریر کی اور حاضرین سے عہد لیا کہ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے۔ طالب علموں نے بڑی سادگی سے ہاتھ اُٹھا دیے۔ اِسے کہتے ہیں سٹی گم کر دینا۔ پڑھا لکھا ذہین طبقہ ذرا تو سوچتا کہ کہاں تک اِس عہد کو نباہ سکے گا۔

(''کوئے آشنا'' سرسید ڈے میگزین، نیویارک، ۲۰۰۱ء)